لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ

اسلامی مہینوں کی مناسبت سے ایک دعوتی اور موضوعاتی سلسلہ

ماہِ صفر

آخری چارشنبہ اور چوری کی حقیقت

مرتب

مولانا مفتی محمد ایاز درانی صاحب حفظہ اللہ

العلم پبلیکیشنز

العلم پبلیکیشنز

ماہِ صفر کی حقیقت

اور بدعات

ابو معاویہ مولانا مفتی محمد ایاز حفظہ اللہ

العلم پبلیکیشنز محلہ جنگی پشاور
091-2590315

فہرست مضامین

پیش لفظ	34
جاہلیت اور ماہ صفر کی نحوست	36
حادثات سے بچنے کی دعا	37
مسلمانوں میں صفر سے متعلق توہمات	37
ماہ صفر کی نحوست سے متعلق بعض روایات	39
اشیاء میں نحوست، بے خیری قرآن وسنت کی روشنی میں	40
احادیث بالا کی وضاحت	43
بدشگونی سے بچنے کی دعا	46
ماہ صفر اور تیرہ تیزی	49
ماہ صفر کے آخری چار شنبہ کو چوری	51
علماء اور مفتیان عظام کے فتاویٰ جات	54
چوری کی رسم	57

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

إِنِ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ۔ اما بعد! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

قَالُوا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِن لَّمْ تَنتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ قَالُوا طَائِرُكُم مَّعَكُمْ ۚ أَئِن ذُكِّرْتُم ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ۔ [سورۃ یسین]

جوں جوں انسان قرآن وسنت اور اسلامی تعلیمات سے غافل اور دور ہوتا چلا جاتا ہے ٹھیک اُسی رفتار سے اُس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی کمزور ہوتے ہوتے بالآخر وہ آخرت سے غافل اور دنیا کی ہوس میں بری طرح گھر جاتا ہے۔ اس پر شیطان کا تسلط قائم ہونے سے وہ طرح طرح کے شیطانی تصرفات کا شکار ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی اس کمزوری اور شیطانی تسلط کی وجہ سے قسم قسم کے اوہام وتوہمات اور وساوس اسکا پیچھا کرتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور شریعت کے بتائے ہوئے سیدھے اور سچے راستے سے بھٹک کر شیطانی راستوں پر چل پڑتا ہے۔ اوہام پرستی کا یہ سلسلہ اسلام سے قبل یعنی دور جاہلیت میں کہیں زیادہ تھا لیکن اسلام کا نور پھیلنے سے اس کفر وشرک اور توہمات کے ظلمتوں کا خاتمہ ممکن ہوا۔ غیر اللہ اور اوہام ووساوس کی جگہ اللہ واحد پر یقین کامل، توکل اور اعتماد نے لے لی۔ لیکن پھر جب زمانہ عہد نبوت سے دور ہوتا گیا تو مسلمانوں میں عملی واعتقادی کمزوری دوبارہ آتی چلی گئی۔ آج

مسلمان پھر دور جاہلیت کی گمراہیوں کی طرف بڑھ رہے ہیں، انہی گمراہیوں اور توہمات میں سے زیر بحث مسئلہ ایک یہ بھی ہے کہ بعض لوگ بعض مخصوص ایام اور مہینوں کو منحوس، بے برکت اور بے خیر سمجھتے ہیں۔اس میں شادی بیاہ اور دوسرے کوئی اہم خوشی وغیرہ کے کام نہیں کرتے۔ طرح طرح کی باتیں اور کام اپنی طرف سے گھڑ لیتے ہیں جن کا شریعت سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں۔ان بعض مخصوص ایام اور مہینوں میں سے اسلامی سال کا دوسرا مہینہ صفر المظفر بھی ہے جس میں جاہل عوام مختلف قسم کے توہمات، وساوس، تحریمات اور غیر شرعی کاموں میں مبتلا ہیں۔

ابو معاویہ مفتی مولانا محمد ایاز صاحب
رئیس جامعہ تبلیغ القرآن یوسف آباد پشاور

جاہلیت اور ماہ صفر کی نحوست

زمانہ جاہلیت میں لوگ صفر کو نامرادی، ناکامی، بے خیری اور بے برکتی کا پیش خیمہ تصور کرتے تھے اور اسے منحوس سمجھتے تھے۔ شیخ القرآن مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "ضیاء النور" میں شیخ ابو علی زورقی اصفہانی کی کتاب "الازمنہ والامکنہ" سے نقل کیا ہے کہ اس مہینے کو صفر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اس مہینے میں "صفریہ" نامی مقام کو جاتے اور وہاں کھانا تیار کرتے تھے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس ماہ میں اُن کے علاقوں میں آب وگیاہ کی کمی یا ختم ہونے کی وجہ سے چوپایوں میں دودھ کم ہو جاتا تھا جس کی وجہ سے یہ علاقے دودھ سے خالی ہو جاتے تھے۔ اس بناء پر اس مہینے کو صفر (خالی اور بے خیر مہینے) کا نام دیا گیا۔

ماہ صفر کے متعلق اہل عرب کا یہ گمان بھی تھا کہ صفر ایک قسم کا سانپ ہے جو انسان کے پیٹ اور معدے میں ہوتا ہے۔ بھوک کی شدت میں جو تکلیف محسوس ہوتی ہے وہ اسی کے ڈسنے سے ہوتی ہے۔ بعض کے خیال کے مطابق صفران کیڑوں کو کہتے ہیں جو جگر اور پسلیوں کے سرے میں پیدا ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے انسان کا رنگ بالکل پیلا پڑ جاتا ہے جس کو طب کی اصطلاح میں ہر قان اور پیلیہ کہا جاتا ہے، وغیرہ۔ انہی تصورات سے انسان لرز اٹھتا ہے اور صفر کی آمد سے اس کے تصورات واحساسات میں ایک عجیب سی ہلچل پیدا ہو جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ زمانہ جاہلیت میں ماہ صفر میں بعض اتفاقی مصائب وحوادث، فتنے مصیبتیں، بلائیں وبائیں پیش آئیں تھیں جن کی بنیاد پر یہ عقیدہ قائم ہو گیا تھا کہ یہ مہینہ مصیبت زدہ ہے۔ یوں اس مہینے کو نحوست والم کا مہینہ قرار دیا گیا۔

حادثات سے بچنے کی دعا:

حضرت طلق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابودردار ضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کا مکان جل گیا، فرمایا نہیں جلا، پھر دوسرے شخص نے یہی اطلاع دی تو فرمایا نہیں جلا، پھر تیسرے آدمی نے یہی خبر دی آپ نے فرمایا نہیں جلا، پھر ایک اور شخص نے کہ اے ابودردا، آگ کے شرارے بہت بلند ہوئے مگر جب آپ کے مکان تک آگ پہنچی تو بجھ گئی فرمایا مجھے معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا (کہ میرا مکان جل جائے) کیونکہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھ لے شام تک اس کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی (میں نے صبح یہ کلمات پڑھے تھے اس لئے مجھے یقین تھا کہ میرا مکان نہیں جل سکتا وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَ اَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ مَا شَآءَ اللّٰہُ كَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَكُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَا صِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

مسلمانوں میں صفر سے متعلق توہمات:

لیکن افسوس ٹھیک اُسی جہالتِ قدیمہ کی مانند جہالتِ جدیدہ میں (موجودہ دور کے) جاہل مسلمان بھی اس ماہ کے متعلق وہی عقیدہ اور تصور رکھتے ہیں کہ یہ مہینہ منحوس اور بے خیر ہے۔اس لیے بعض لوگ اس ماہ صفر کو آفات و مصائب آنے والا مہینہ تصور کرتے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق اس میں بھوت پریت اور بلاؤں کا نزول ہوتا ہے۔ عورتیں کہتی ہیں کہ صفر میں رجال الغیب، غیب عالم (بھوت پریت) آتے ہیں۔اسلئے رات کو گھر سے باہر نکلنا نہیں اچھا سمجھتے۔ بچوں کو بھی شام کے بعد باہر نہیں نکلتے دیتے تاکہ ان کو نقصان پہنچ نہ جائے

اور گھروں میں گھسے رہتے ہیں۔ جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ بعض لوگ ماہ صفر میں خوشی و مسرت کی تقریبات شادی بیاہ نکاح منعقد نہیں کرتے اور اہم امور کی افتتاح اور ابتداء اس مہینے کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔اور کہا جاتاہے کہ صفر میں کی ہوئی شادی صِفر (ناکام) ہوتی ہے ۔اس مہینے میں دلہن کی رخصتی موقوف ہوتی ہے اور ان دنوں میں ولادت کو بھی اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔اگر کسی کے ہاں ولادت ہوتی ہے تو سمجھا جاتاہے کہ اس کی آمد پر یشانیوں کا پیش خیمہ ہے اور اگر خدانخواستہ کوئی بات ہو گئی تو اس کو فوراًاُس نومولود کی آمد سے جوڑ دیا جاتاہے۔ماہ صفر میں سفر پر جانا بھی بُرا جانتے ہیں۔ بعض دیہاتی لوگ ان دنوں کسی کو اپنے گھر کا غلہ، دانہ اور دیسی گھی مکھن وغیرہ نہ فروخت کرتے ہیں اور نہ ویسے بھی کوئی چیز کسی کو دیتے ہیں۔ صرف اس خیال سے کہ صفر کا مہینہ ہے،اگر ہم اس کو اپنے گھر سے نکالیں گے تو پھر ہمارا گھر خالی ہو جائے گا بے برکتی ہو جائے گی۔چنانچہ صفر کے مہینہ کے گزرنے کا بہت شدت سے انتظار ہوتاہے۔ بعض عورتیں صفر کا مہینہ ختم ہونے پر گھر کے تمام کوزے مٹکے توڑ ڈالتی ہیں اور پانی وغیرہ بہادیتی ہیں کہ اس کو صفر نے جوٹا کیا ہوگا لہٰذا اب یہ قابل استعمال نہیں۔ بعض لوگ صفر کے مہینے میں مٹکے اور برتن وغیرہ بہت اہتمام کے ساتھ ڈھانکتے ہیں،اسے کھلا نہیں چھوڑتے کہ کہیں صفر اس میں منہ نہ ڈال دے، اس کو جوٹھانہ کردے ،حالانکہ برتن کاڈھانکناتوحدیث کی رُو سے ہر وقت ضروری ہے۔ لیکن ان کا یہ عمل اس غلط عقیدے کی وجہ سے اس وقت کرنا باطل ہے۔ بعض بوڑھی عورتیں دادی مائیں صفر کے ختم ہونے پر بچوں کے ہاتھوں میں گھر میں چھڑی ،ڈنڈے وغیرہ دے کر گھر کے تمام کونے اور دیواریں مار مار کر کہتی ہیں کہ صفر ہمارے گھر سے نکل جا۔اور مارتے مارتے اپنے خیال وگمان میں صفر کو دروازے سے نکال دیتی ہیں،اس خیال سے کہ کہیں صفر ہمارے گھر میں ٹھہر نہ جائے۔یہ تمام توہمات ،وہم پرستی ،بدفالی بالکل باطل عقیدے ہیں۔اس عقیدے کی بنیاد پر جو بات بھی کہی جائے گی وہ بالکل بے اصل اور بے بنیاد ہو گی۔اسلام نے جاہلیت کی توہم پرستی کے مقابلے میں

ماہ صفر کو مظفر و مسعود گردانا۔یہی وجہ ہے کہ اسلامی مہینوں میں اس مہینے کے ساتھ خصوصیت سے مظفر (کامیاب) کی صفت لگی ہوئی ہے اور اسے صفر المظفر کہا جاتا ہے۔ گویا اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ یہ ایام ظفر و سعادت کے حصول کا ذریعہ ہیں نہ کہ تشام و بد فالی کا جس میں قوتِ عمل ٹوٹتی ہوئی اور امیدیں بکھرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

ماہ صفر کی نحوست سے متعلق بعض روایات:

اہل بدعت نے صفر کی نحوست ،بد فالی اور اس غلط عقیدے کے بارے میں بعض جھوٹی روایات اپنی طرف سے گھڑ رکھی ہیں جن سے لوگوں کو اس غلط عقیدے اور توہمات میں مبتلا اور پختہ کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً نبی کریم پر جھوٹ باندھتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ بَشَّرَنِی بِخُرُوجِ صَفَرٍ بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ

"جو مجھے صفر کے ختم ہو جانے کی خوشخبری دے گا میں اُسے جنت کی خوشخبری دیتا ہوں"

اس روایت کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے الاسرار المرفوعہ ،علامہ محمد طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الموضوعات اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے کشف الخفاء میں موضوع من گھڑت اور جھوٹی روایت کہا ہے۔اسی طرح

يَوْمُ الْاَرْبَعَاءِ يَوْمُ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٌّ مَنْ بَشَّرَنِی بِخُرُوجِ صَفَرٍ بَشَّرْتُهُ بِدُخُولِ الْجَنَّةِ

"بدھ کا دن دائمی نحوست کا دن ہے جو مجھے خروج صفر کی بشارت دے گا میں اُسے دخول جنت کی بشارت دیتا ہوں"۔

اسی روایت کو قزوینی، تفسیر قرطبیؒ، درمنثور، سنن کبریٰ، بیہقی،علامہ پٹنی رحمہم اللہ نے تذکرۃ الموضوعات میں اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الموضوعات اور ابن قیسرانی نے بھی تذکرۃ الموضوعات میں قدرے مختصر متن کے ساتھ نقل کیا ہے۔

يَوْمُ الْاَرْبِعَاءِ يَوْمُ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٌّ

لٰہذا یہ روایت بھی موضوع اور جھوٹی ہے جیسا کہ ان حضرات نے کہا ہے۔

غالباً اس من گھڑت روایت کی بناپر عوام خصوصاً عورتیں بدھ کے دن کو منحوس سمجھتے ہیں، کوئی اچھایا مثبت کام نہیں کرتے، کپڑے وغیرہ تک نہیں دھوتے جو کہ ایک غلط نظریہ ہے۔

مَنْ بَشَّرَنِيْ بِخُرُوْجِ آذَارَ بَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ

"جو مجھے آذار (مارچ) ختم ہونے کی خوشخبری دے گا میں اُسے جنت کی خوشخبری دیتا ہوں"۔

امام سیوطی اللآئی المصنوعہ میں لکھتے ہیں کہ اس روایت کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس کی کوئی اصل اور ثبوت نہیں اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الموضوعات میں اسے موضوع روایت قرار دیا ہے۔

مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"ماہ صفر کی نحوست کے بارے میں کوئی صحیح روایت نہیں"۔ [آپ کے مسائل ۰۶۳:۱]

اشیاء میں نحوست، بے خیری قرآن وسنت کی روشنی میں:

جاہل لوگ بعض اشیاء میں نحوست، بے خیری اور بد فالی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ کوئی دنوں میں، تو کوئی مہمانوں میں، کوئی مکان میں، کوئی مہمان کی آمد میں، بعض لوگ سفر پر جاتے وقت یا گھر سے نکلتے وقت کسی بُری چیز مثلاً کالی بلّی، کتّا، گدھا وغیرہ پر پہلی نظر پڑتے ہی اپنے اس سفر کو منحوس تصور کر کے ترک کر دیتے ہیں، حالانکہ قرآن وسنت کی رو سے یہ نظریہ بالکل غلط ہے۔ یہ نحوست گمراہ اور مشرک لوگوں کے اپنے اعمال ہی میں ہے۔ انبیاء علیہم السلام جب اپنی قوموں کو مسئلہ توحید اور دین کی تبلیغ کرنے آتے تو مشرکین اس سے بد فالی پکڑتے اور کہتے۔

قَالُوْا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ [سورة یٰس:۸۱]

''ہم نے تمہیں نا مبارک پایا ہے۔ تو انبیاء علیہم السلام انہیں جواب دیتے ہوئے یہ بات واضح فرمادیتے کہ طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ تمہاری نحوست تمہارے اپنے ساتھ ہے''۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی بد فالی اور کسی چیز کی نحوست کے عقیدے کو رد کیا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ ''بد فالی لینا اور منحوس سمجھنا شرک ہے۔''

[مسند احمد، الادب المفرد للبخاری، سنن ابی داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ]

اس طرح عمر بن حصین رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نقل کرتے ہیں:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ ، أَوْ تُطِيِّرَلَهُ أَوْ تَكَهَّنَ ، أَوْ تُكِهِّنَ لَهُ أَوْ سَحَرَ ، أَوْ سُحِرَ لَهُ

[طبرانی معجم کبیر معجم اوسط، جامع صغیر سیوطی، الحلیۃ لابی نعیم، الترغیب والترھیب]

''وہ ہم میں سے نہیں جو بد فالی نکالتا ہے نہ وہ جو بد فالی نکلواتا ہے، نہ ہی غیب کی خبریں بتانے والا یا پوچھنے والا اور نہ ہی جادو کرنے والا یا جادو کروانے والا۔''

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

عن عبد اللهِ بن عَمْرٍو رضی الله عنهما قال: قال رسول اللهِ صلى الله عليه وسلم (مَن رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ من حَاجَةٍ فَقَدْ أَشْرَكَ) قالوا: يا رَسُولَ اللهِ ما كَفَّارَةُ ذلك، قال (أن يَقُولَ أَحَدُهُمْ: اللهم لاَ خَيْرَ إلاَّ خَيْرُكَ وَلاَ طَيْرَ إلاَّ طَيْرُكَ وَلاَ إِلَهَ غَيْرُكَ۔

[رواه أحمد (7045) وصححه الألبانی فی السلسلة الصحيحة (3/53 تحت الحديث 1056]

''جس نے بد شگونی اور بد فالی سے ڈر کر اپنی کوئی بات یا کام چھوڑ دیا تو بے شک اُس نے شرک کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس کا کفارہ کیا ہے؟

تو آپ نے ارشاد فرمایا(اس عقیدۂ بد سے توبہ کرکے یہ یقین پختہ کرے اور) یوں کہے !اے اللہ ! کسی چیز میں بذات خود نحوست نہیں مگر جسے تو منحوس کردے ،اور کسی چیز میں بذات خود بھلائی نہیں مگر جسے تو بھلا کردے اور تیرے سوا کسی کا کچھ اختیار نہیں، کوئی الٰہ نہیں"۔

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لاعَدْوَى وَلا طِيَرَةَ وَلا هَامَةَ وَلا صَفَرَ [ورواہ البخاری]

"نہ کسی بیماری میں بذات خود کسی کو لگنے کی صلاحیت ہے،نہ کسی چیز میں بدفالی ہے،نہ کوئی بدروح ہے،نہ ماہ صفر میں کوئی نحوست یا بلائیں ہیں اور نہ ہی کوئی بھوت پریت ہے۔"

اس قسم کی متعدد روایات مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے کتب احادیث میں اور بھی مروی ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عن عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ [رواہ البخاری]

"اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو گھر، سواری اور عورت میں ہوتی۔"

ان تین چیزوں کو اس لئے خاص کیا کہ یہ تینوں انسان کے لئے لازم ملزوم ہیں اور ہر وقت انسان کے ساتھ رہتی ہیں تو اگر نحوست ہوتی تو ان میں ہوتی جب ان میں نحوست نام کی کوئی چیز نہیں تو پھر کسی بھی چیز میں نحوست نہیں ہو سکتی۔

سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل ہے۔

لَاهَامَةَ وَلَاعَدْوَى وَلَاطِيَرَةَ وَإِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ۔ [مسند احمد]

احادیث بالا کی وضاحت:

لَا عَدْوٰی کا مطلب یہ ہے کہ بیمار سے صحت مند کو بیماری خود نہیں لگتی۔ بیمار کے والدین اور دیگر رشتہ داروں میں اکثر اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے جو رات دن ہر وقت بیمار کے ساتھ رہتے ہیں لیکن انہیں ذرہ بھر تکلیف نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ اس خدمت پر اجروثواب پاتے ہیں۔ بیماری اُسے ہی لگتی ہے جس کے نصیب میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دی ہو۔

ایک دفعہ ایک بدوی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے اللہ کے رسول! ہم دیکھتے ہیں ریگستان میں اونٹ ہرن کی مانند ہوتے ہیں کہ ایک خارشی اونٹ ان میں آملتا ہے تو سب کو خارشی کر دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے اونٹ کو کس نے خارشی کیا۔ عدویٰ کا معنی یہ ہے کہ مریض سے مرض آگے بڑھ کر تندرست آدمی کو لگ جائے جو اس کے قریب اٹھنے بیٹھنے والے ہوں۔ اہل عرب اس طرح کے اعتقاد بڑی شدت سے رکھتے تھے کہ بہت سے امراض ایک سے دوسرے کو لگ جاتے ہیں جن میں سے ایک خارش کا مرض بھی ہے۔ اسی وجہ سے اس دیہاتی شخص نے یہ پوچھا تھا کہ خارش زدہ اونٹ جب کسی صحیح اونٹ کے ساتھ آکر ملے تو اس کو بھی خارش ہو جاتی ہے اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: اگر تمہاری بات صحیح ہے تو پہلے کو کس نے بیماری لگائی تھی حاصل کلام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ پہلے اونٹ کو جو خارش ہوئی تھی وہ عدویٰ کی وجہ سے نہیں ہوئی تھی بلکہ قضاء وقدر کے باعث ہوئی تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقدر کی تھی۔ اسی طرح سے باقی دوسرے اونٹوں کا بھی حال ہے۔

کئی احادیث آگے ایسی آرہی ہیں جن پر بہت سے علماء نے اشکال کیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض حضرات نے یہ گمان کر لیا کہ وہ احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کہ "لَا عَدْوٰی۔۔۔ الخ" کو منسوخ کرنے والی ہیں۔ چنانچہ ایک روایت صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"مریض اونٹ تندرست اونٹ سے نہ ملاؤ"۔

اِسی طرح فرمایا کہ: "مجذوم سے ایسا بھاگو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو"۔

اسی طرح طاعون کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"جب تم کسی ایسی جگہ کے بارے میں یہ سنو کہ وہاں طاعون ہے تو اس جگہ مت جاؤ"۔

ان احادیث کو ناسخ سمجھنا جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے صحیح نہیں ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "لاعدوی" خبر محض ہے اس کا نسخ ممکن نہیں ہے۔ہاں اس کے بارے میں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ عدویٰ کا اعتقاد کرنا منع ہے۔اس بات کی نفی نہیں ہے کہ عدویٰ کوئی چیز ہی نہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ عدویٰ والی حدیث نے ان تینوں احادیث کو منسوخ کردیا۔

لیکن صحیح بات وہی ہے جس پر جمہور علماء متفق ہیں کہ ان احادیث میں سے کسی بھی حدیث میں نسخ نہیں۔اختلاف صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول "لاعدوی" کے معنی میں ہے۔بظاہر اب معلوم ہوتا ہے کہ اہل جاہلیت متعدی امراض کے بارے میں جو یہ اعتقاد رکھا کرتے تھے کہ یہ خود بخود ایک سے دوسرے کو لگ جاتے ہیں تو اصل میں ان کو اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی تقدیر پر چونکہ اعتقاد نہ تھا تو ان سے اس حدیث سے انکے اس جاہلانہ اعتقاد کی نفی کی گئی ہے۔اس بات پر حضور علیہ السلام کا قول " فمن اعدی الاول " یعنی پہلے کو کس نے خارش لگائی اشارہ کر رہا ہے کہ پہلے اونٹ کو خارش اللہ کی بنائی ہوئی تقدیر سے لگی تھی تو باقی اونٹوں کو بھی بیماری اللہ کی تقدیر ہی سے لگتی ہے۔

بہر حال مریض اونٹ کو صحیح اونٹ کے پاس لانے سے جو منع فرمایا گیا ہے اور اسی طرح مجذوم سے دور بھاگنے کا حکم ہے اور طاعون والی جگہ میں داخل ہونے سے جو منع فرمایا گیا ہے مقصود صرف یہ ہے کہ یہ سب بیماری کے اسباب ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔

لہٰذا ان سے اجتناب ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاکت اور تلف کا سبب

بنایا ہے اور بندہ جب صحیح سالم ہو تو اس کو مصیبت کے اسباب سے بچنے کا حکم ہے۔ جس طرح بندہ کو حکم ہے کہ اپنی جان کو پانی یا آگ میں نہ ڈالے اور گرنے والے مکان میں بھی داخل نہ ہو کیونکہ یہ چیزیں ہلاک کر دیتی ہیں یا تکلیف دیتی ہیں۔ اسی طرح سے مریض آدمی کے قریب جانے سے بچنا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ مجذوم آدمی کے پاس جانے سے اسی لئے منع کیا گیا ہے اور طاعون والی جگہ میں داخل ہونے سے بھی اسلئے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ یہ چیزیں مرض اور ہلاکت کے اسباب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اسباب اور مسببات کا خالق ہے اس کے علاوہ نہ تو کوئی خالق ہے اور نہ کوئی تقدیر بنانے والا۔

ایک حدیث مرسل میں ہے جس کو ابوداؤد نے ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جھکی ہوئی دیوار کے قریب سے گزرے تو تیزی سے آگے بڑھ گئے اور فرمانے لگے کہ: "مجھے ناگہانی موت سے خوف آتا ہے"۔

یہ روایت متصل بھی ہے لیکن مرسل ہونا زیادہ صحیح ہے۔ یہ وہی اسباب ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سبب بنایا ہے اور انہی سے مسببات کو پیدا فرماتے ہیں۔

باقی رہے وہ حضرات جن کا ایمان قضا و قدر پر اس قدر مضبوط ہے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر قوی بھروسہ رکھتے ہیں تو وہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے اور اس بات کی امید رکھتے ہوئے کہ ان اسباب سے انہیں نقصان نہیں ہوتا، ان اسباب کو خاطر میں نہیں لاتے اور ہلاکت کے اسباب سے اجتناب نہیں کرتے۔ خاص طور پر اس وقت جب کوئی عمومی یا خصوصی مصلحت بھی ہو جیسا کہ امام ابو داؤد اور ترمذی کی حدیث میں یہ ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجذوم کے ہاتھ کو پکڑا اسے اور اپنے ساتھ اپنے پیالے میں کھانے میں شریک کر لیا۔ پھر فرمایا: "اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے اور اس پر توکل کرتے ہوئے کھاؤ"۔

یہ روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر کی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور

ان کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ سے بھی اس قسم کی روایت آئیں ہیں۔اس قسم کی مثالیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی ثابت ہیں جیسا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک انتہائی تیز اور مہلک زہر کھا کر دکھایا اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اور مسلم خولانی رضی اللہ عنہ لشکروں کو لے کر پانی کی سطح پر چلتے ہوئے نکل گئے۔وغیرہ۔ [لطائف المعارف فیما لمواسم العام عن الوظائف۔ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ]

لَا طِيَرَةَ کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز میں بذات خود نحوست اور برائی نہیں۔اس لیے بدشگونی اور بدفالی باطل اور بے حقیقت تصور ہے۔ کسی کو برا سمجھنا اور کام نہ ہونے یا نقصان ہو جانے کا ذمہ دار ٹھہرانا بہت بڑا گناہ اور قطعاً ناجائز ہے۔یعنی ایمان کا تقاضہ تو یہ ہے کہ کسی کام و سفر کے قصد وارادے کے وقت کوئی ایسی چیز ظاہر ہو جائے جس سے بقاضائے بشریت دل ودماغ میں کوئی وہم اور تردد پیدا ہو تو اس وہم وتردد پر قطعاً بھروسہ واعتماد نہ کیا جائے بلکہ اللہ تعالی پر کامل توکل ویقین رکھتے ہوئے اس کام کو کیا جائے یا سفر پر چلا جائے۔اس حدیث میں شگون بد لینے اور بدفالی کو شرک قرار دیا گیا اس لئے کہ یہ چیز مشرکین کے اطوار اور ان کی عادات میں سے ہیں۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں رقمطراز ہیں:

صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا جاہلیت کی رسم ہے۔ مسلمان تو اس کو صفرالمظفر اور صفرالخیر سمجھتے ہیں یعنی خیر اور کامیابی کا مہینہ۔ [آپ کے مسائل اوران کا حل ا: ۰۶۳]

بدشگونی سے بچنے کی دعا:

ایک دن رسول اللہ کے سامنے بدشگونی کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی بہترین صورت اچھی فال ہے اور یاد رکھو کسی مسلمان کو شگونِ بد کی بناء پر کسی کام کے کرنے کا ارادہ نہ چھوڑنا چاہیئے۔جب تم میں کوئی شخص ایسی چیز دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے یعنی جس چیز کے ذریعے بدشگونی لی جاتی ہے اور جو دل ودماغ میں وہم وخلجان پیدا کرتی ہے تو چاہیے کہ بدشگونی

سے بچنے کے لئے یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ لَایَاتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

[ابوداؤد]

لَا غُوْل جنات اور شیاطین کی ایک قسم ہے جسے عام طور پر بلا کہا جاتا ہے۔ عربوں کا خیال تھا کہ غول (بلا) لوگوں کو جنگل میں دکھائی دیتا اور اپنی صورت تبدیل کرکے مختلف شکلوں میں آکر لوگوں کو ڈراتا اور راستے سے بھٹکا کر انہیں ہلاک کر دیتا ہے اور یہی خیال آج کل کے جاہل عوام کا بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس خیال باطل اور گمان فاسد کی نفی فرمادی اور اسے باطل قرار دیا۔

لَا ھَامَّۃَ اس کی اصل سر سے ہے۔ دور جاہلیت میں بعض عربوں کا خیال تھا کہ مقتول کی روح اس کے سر سے ایک پرندے کی شکل میں نکلتی ہے جسے ہامہ کہتے ہیں۔ یہ ہامہ اڑتا پھرتا اور مجھے پانی پلاؤ، مجھے پانی پلاؤ کی رٹ لگائے رکھتا ہے تا آنکہ اُس مقتول کا بدلہ لے لیا جائے۔ بعض کے نزدیک ہامہ اُلو کی شکل کا ہوتا ہے ان کے ہاں یہ پرندہ الو وغیرہ منحوس سمجھا جاتا اور اس سے بد فالی لیتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ پرندے انہیں اپنے مقصد اور کام سے ہٹا کر ناکام کر دیتے ہیں۔ اگر کسی کے گھر یہ جا بیٹھتا تو اُن کے خیال میں اس گھر کے کسی فرد کی موت کا خبر تصور کرتے تھے۔ ہمارے دور کے جاہل لوگوں میں بھی پرندوں اور جانوروں کے بارے میں یہی عقیدہ ہے۔ گھر کی چھت پر کوے کے بیٹھنے کو بعض لوگ منحوس، بعض کسی مہمان کی آمد کی خبر اور بعض اپنی کسی میت کی روح کی آمد سمجھتے ہیں۔ کتّے کے ایک خاص قسم بھونکنے کو آفت کی آمد سے تعبیر کرتے ہیں۔ مرغی کے آذان کو اس کی نحوست کی علامت سمجھتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

بعض کا خیال ہے کہ جب مردے کی ہڈیاں مٹی میں پوشیدہ ہو جاتی ہیں تو اس کی روح ہامہ کی شکل میں قبر سے نکل جاتی ہے اور ادھر اُدھر گھومتی پھرتی اور اپنے گھر والوں کی خبر لیتی

رہتی ہے۔ عرض اس فرضی پرندے یا حقیقی پرندوں اور جانوروں سے وابستہ یہ فرضی عقیدے اور تصورات کئی لغویات کا مجموعہ ہے جو کسی قدر تبدیل شدہ شکل میں اسلام کے نام نہاد دعویداروں میں بھی مل جاتی ہے جس کی نبی نے نفی فرمائی ہے۔

لَاصَفَرَ یعنی صفر بھی دیگر مہینوں کی طرح ایک مہینہ ہے اور یہ مہینہ کسی فتنہ، بلاء، مصیبت یا شر کے ساتھ قطعاً مخصوص نہیں لہٰذا نبی کریم نے "لا صفر" سے اس قسم کے عقیدے کی نفی فرمائی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ مسلم معاشرے کو ان تکدرات و خرافات سے آلودہ ہونے سے بچایا جائے تاکہ رفتہ رفتہ کہیں وہ ان توہمات کی بنیاد پر شرک میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دن اور تاریخ کو منحوس گردانتا ہے اور اس میں اس کو موثر خیال کرتا ہے تو یہ شرک ہے۔ اس لئے کہ موثر حقیقی تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ بعض دن اور بعض تاریخوں میں کسی قوم پر عذاب کی نحوست اگر طاری ہوئی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دن اور تاریخیں حقیقت میں نحوست کا سرچشمہ ہیں اس لئے کہ قرآن پاک میں قوم عاد کی تباہی کا جہاں ذکر آیا ہے وہاں یہ فرمایا گیا کہ:

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ۔ [سورۃ قمر]

یعنی قوم عاد پر عذاب، جاری رہنے والی نحوست آئی۔ اس عذاب کا تعلق پورے ہفتے سے تھا اس لئے کہ قوم عاد پر آٹھ دن اور سات راتیں تیز آندھیوں کا عذاب مسلط رہا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ۔ [سورۃ حاقہ: ۹]

یہاں تک کہ پوری قوم تباہ و برباد ہو گئی ان کے محلات زمین بوس ہو گئے اور باغوں میں خاک اڑنے لگی۔ تفسیر عثمانی میں اس آیت کے ذیل میں نقل ہے کہ:

"یہ نحوست کا دن انہی کے حق میں تھا یہ نہیں کہ ہمیشہ کے لئے وہ دن منحوس سمجھ لیے جائیں"۔

جیسا کہ جاہلوں میں مشہور ہے اور اگر وہ دن عذاب آنے کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے منحوس بن گئے ہیں تو مبارک دن پھر کون سارہ جائے گا؟

قرآن میں تصریح ہے کہ وہ عذاب سات رات اور آٹھ دن برابر رہا۔ بتائیے اب ہفتے کے دنوں میں کون سا دن نحوست سے خالی رہا؟

چونکہ صفر کی نحوست دور جاہلیت میں فتنوں اور حوادثات کی وقوعات سے وابستہ کی گئی تھی اور اس کو وہ فتنوں کی تحریک میں موثر خیال کرتے تھے لہٰذا شریعت اسلامی نے مسلمانوں کو اس سے روکا اور ہر چیز کا رخ موثر حقیقی اللہ رب العزت کی طرف موڑ دیا۔ اسی طرح بارش کے ہونے کو نچھتر (ستاروں) کی طرف منسوب کرنے سے بھی روکا گیا اور اسے کفر کہا گیا۔ اس قسم کے تمام مواضع میں اسلام کی تعلیم کا جو صرف ایک ہی رخ ہے وہ یہ کہ ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے اور اس کا انتساب اسی کو زیبا ہے۔

بہر حال یہ بد شگونی اور بد فالی وغیرہ خالص جاہلی تصور ہے جو ہمارے معاشرے میں ہندوؤں اور مشرکوں کے باطل عقائد و توہمات کی آمیزش کی وجہ سے رفتہ رفتہ مشہور ہوتا رہا۔ سعد و نحس کا یہ تصور بالکل اسلامی نہیں۔ جو کچھ ہوتا ہے محض اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس کے حکم کے آگے کسی کا اختیار نہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ایک مسلمان کی یہی شان ہے کہ اس کا ظاہر و باطن ہر قسم کے وہمی تصورات سے قطعاً پاک اور صاف ہو۔

ماہ صفر اور تیرہ تیزی:

ماہ صفر کے متعلق جاہل عوام میں تیرہ تیزی کا وہمی تصور پایا جاتا ہے جو مردوں میں تو کم لیکن عورتوں کے دل و دماغ پر ایسا چھایا ہوا ہے کہ ہر حال میں اس کی پابندی لازمی سمجھی جاتی ہے۔ جاہل عوام صفر کے شروع کے تیرہ دنوں کو تیرہ تیزہ کہتے ہیں اور اسے انتہائی منحوس

خیال کرتے ہیں۔

ان کا خیال ہے کہ ان تیرہ دنوں میں آسمان سے اس قدر بلائیں اترتی ہیں کہ پورے سال میں نہیں اترتیں۔ تیرہ دن تیرہ راتوں میں ہر طرف بلاؤں اور بھوتوں کا راج ہوتا ہے اس لیے یہ تیرہ دن گزر جانے پر چنے کی گھونگنیاں پکا کر تقسیم کرتے ہیں۔ یہ بالکل بے اصل اور ایک باطل نظریہ ہے اور اس نظریہ کے تحت گھونگنیاں پکانا یا تقسیم کرنا قطعاً بے اصل اور گناہ ہے۔ اور کوئی آدمی اگر اُس دن گھونگنیان پکاتا یا تقسیم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم تو اس نظریے کے مطابق نہیں کرتے تو بھی گہنگار ہے اور کچھ نہیں تو کم از کم اس وہم کے گناہ کے ساتھ مشابہت، گھونگنیوں کے پکانے کے لئے ان دنوں کی تخصیص اور اس گناہ کو تقویت پہنچانے کا جرم تو ضرور ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"جاہل عورتیں صفر کو تیرہ تیزی کہتی ہیں اور اس مہینے کو نا مبارک جانتی ہیں اور بعض جگہ تیرھویں تاریخ کو گھونگنیاں وغیرہ پکا کر تقسیم کرتی ہیں کہ اس کی نحوست سے حفاظت رہے۔ یہ سارے اعتقاد شرع کے خلاف اور گناہ ہیں توبہ کرو۔"

[بہشتی زیور ۳۸۳ حصہ ششم]

حضرت تھانویؒ کے خلیفہ اور تھانہ بھون کے مفتی سید عبدالکریم گمتھلوی لکھتے ہیں:

"آج کل بھی بہت جگہ ماہ صفر کو منحوس سے سمجھتے ہیں، یہ بالکل من گھڑت بات ہے اور حدیث شریف کے صریح خلاف ہے،، اس کی نحوست سے محفوظ رہنے کے واسطے تیرھویں تاریخ کو گھونگنیاں تقسیم ہوتی ہیں۔ اس کا بناء الفاسد علی الفاسد ہونا ظاہر ہی ہے اگر کسی کو نحوست کا خیال نہ ہو تب بھی گھونگنیاں پکانا مباح میں التزام اور پابندی کی وجہ سے بدعت اور گمراہی تو ہے ہی۔" [بارہ مہینوں کے فضائل واحکام ۵۱]

شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ بدعات ورسومات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اور صفر کے مہینے کو بالخصوص تیرہ دن نامبارک سمجھنا اور آخری چہار شنبہ کو سیر کو جانا بدعات ورسومات میں شامل ہیں"۔ [تذکرۃ الاخوان بقیۃ تقویۃ الایمان: ۲۶]

ماہ صفر کے آخری چار شنبہ کو چوری:

ماہ صفر کے آخری بدھ کو جاہل لوگ آخری چار شنبہ کہتے ہیں جس میں لوگ خاص طور پر عورتیں گھروں میں مخصوص قسم کے کھانے تیار کرتی ہیں جو کہ ہر علاقے کے رواج کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ ہمارے علاقے میں اس کو یعنی آخری چار شنبہ کو چوری (ثرید) بنایا جاتا ہے اور اس کو کار خیر سمجھ کر ثواب کی نیت سے تقسیم کیا جاتا ہے۔ جبکہ بعض عورتیں اس دن کو خوش عقیدگی کی وجہ سے روزہ بھی رکھتی ہیں جسے عموماً چوری کا روزہ (دچوری روژہ) کہلاتی ہیں۔ بعض جاہل عورتیں چوری اور دیگر کھانے کی چیزوں کو تقسیم سے پہلے ایک بند کمرے میں اس غلط اور مشرکانہ عقیدے کے مطابق رکھتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور ان میں سے چوری وغیرہ کھاتے ہیں پھر تھوڑی دیر بعد اس چوری کو کمرے سے نکالتے ہیں اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشانات ڈھونڈتی ہیں۔ واضح رہے کہ یہ تمام افعال قران وسنت سے خلاف، بے اصل اور مشرکانہ عقیدے پر مبنی ہیں۔

صفر کے آخری چار شنبہ کے بارے میں عوام کا عقیدہ یہ ہے کہ اس روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تپ (بخار) ٹوٹا تھا اور بیماری سے صحت یاب ہوگئے تھے جس کی خوشی میں امہات المؤمنین یا سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے روزہ رکھا تھا، عمدہ کھانا اور چوری تیار کیا تھا، لیکن حقیقتاً یہ قصہ سراسر جھوٹ اور بے اصل ہے۔ اس کا شریعت، قران کریم، احادیث صحیحہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ میں سے کسی سے ثبوت تو درکنار کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی کام دین اور ثواب اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک اس کا ثبوت اصولِ شرع یعنی قران، حدیث، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور آئمہ مجتہدین رحمہم اللہ میں سے کسی سے نقل نہ ہو۔ تاریخ اور سیرت کی

کتب کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صفر کے اس آخری چار شنبہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں افاقہ نہیں بلکہ اضافہ ہوا تھا اور یہی بیماری آپ کی وفات کا سبب بنی تھی۔ چنانچہ مشہور محدث و مفسر مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں:

سر میں درد اور بخار کی شکایت ہو گئی یہ اُم المؤمنین (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کی باری تھی اور بدھ (چار شنبہ) کا دن تھا۔ [سیرۃ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵۷:۲]

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"پھر بدھ کے دن صفر کے مہینے میں دو دن رہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے۔"

[بہشتی زیور حصہ ہشتم ۴]

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"چار شنبہ ۲۸ صفر ۱۱ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شروع ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سر درد اور بخار ہو گیا"۔ [طبقات ابن سعد: ۳۲۵]

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کی ابتداء آواخر صفر میں ہوئی تھی ماہ صفر کی دو راتیں باقی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ بدھ کا دن تھا"۔ [مدارج النبوۃ ۷۴۹: ۳]

نور بخش توکلی تحریر فرماتے ہیں:

"ماہ صفر ۱۱ھ کے آخیر عشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے تھے"۔

[سیرت رسول عربی: ۲۶۲]

ملا معین واعظ الہروی فرماتے ہیں:

"ماہ صفر، روز چہار شنبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار ہوا اور سخت سر درد ہوا"۔

[معارج النبوۃ ۷۴۹: ۳]

الغرض ان تمام حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صفر کے مہینے کے آخری چہار شنبہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تھے نہ کہ صحت یاب اور یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے چوری، ثرید اور دیگر طعام وغیرہ تیار کیا تھا جیسا کہ دار العلوم دیوبند کے سب سے اولین مفتی شیخ المشائخ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"آخری چار شنبہ کی کوئی اصل نہیں اس دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدت مرض واقع ہوئی تھی تو یہودیوں نے خوشی کی تھی وہ اب جاہل ہندوؤں میں رائج ہو گئی ہے"۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا۔ [فتاویٰ رشیدیہ :۱۶۹]

مفتی رشید احمد (فرزندِ مفتی محمد فرید صاحب اکوڑہ خٹک) اپنے شائع کردہ پوسٹر "چند بدعات و منکرات کی حقیقت" میں "صفر کے آخری بدھ پر عمدہ کھانا پکانا اور چوری کرنا" کا عنوان قائم کرکے لکھتے ہیں کہ:

"ماہ صفر کے آخری بدھ پر عمدہ کھانا پکانا، چوری کرنا اس خیال سے کہ اس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض سے شفا ملی تھی یا مرض کی شدت میں خفت (کمی) آگئی تھی اور اس خوشی میں اصحاب اہل بیت نے دعوتیں کیں تھیں۔ لہٰذا ہم بھی خوشی میں کھانا پکاتے ہیں۔ یہ غلط اور من گھڑت عقیدہ ہے مدعین پر لازم ہے کہ کسی حدیث یا فقہ کا حوالہ بتادیں (تاہم کتب متداولہ ہی کا حوالہ معتبر ہوگا) نیز حاکم کی روایت سے تو صفر کی آخری بدھ سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض مروی ہے نہ کہ خفت۔ نیز تاریخ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض کی شدت کی وجہ سے خوش ہو کر یہود کی دعوات کرنا مسطور ہے نہ کہ مسلمانوں کی خوشیاں منانا پس بہر حال اس رسم سے واپس ہونا لازم ہے"۔

بہر حال اصل بات یہی ہے کہ یہود نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی خوشی میں چوری، طعام تیار کرکے آخری چار شنبہ منایا تھا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ آج نام نہاد

مسلمان اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کہلانے والے ماہ صفر میں چوری کرتے ہیں اور یہ غلط رسم ادا کرکے یہود اور ہنود کی مشابہت اختیار کررہے ہیں۔ گویا کہ امتی بھی نادانستہ طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری اور وفات پر خوشی مناتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مسلمانوں کو ہوش سے کام لینا چاہئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور دین ومذہب کی غیرت وحمیت کی خاطر یہود کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری پر خوشی کے اظہار کی یہ رسم چھوڑ کر اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا اور اس گناہ سے بچنا چاہیے۔

علماء اور مفتیان عظام کے فتاویٰ جات

مفتی اول دارالعلوم دیوبند مفتی رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے آخری چار شنبہ کے بارے میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں اس کو بے اصل کہا گیا ہے۔

سوال: صفر کے آخری چار شنبہ کو اکثر عوام خوشی وسرور وغیرہ میں اطعام الطعام کرتے ہیں شرعاً اس باب میں کیا ثابت ہے؟

جواب: شرعاً اس باب میں کچھ بھی ثبوت نہیں جہلاء کی باتیں ہیں۔ [فتاویٰ رشیدیہ ۱۳۶]

مفتی عبدالکریم گمتھلوی فرماتے ہیں:

"اور ایک رسم اس ماہ میں آخری چار شنبہ کی مروج ہے یہ بھی بالکل بے اصل اور بدعت سئیہ ہے"۔

بعض مقامات پر صفر کے آخری چار شنبہ کو تہوار مناتے ہیں اور ایک عیدی بھی دیتے ہیں جس کا مضمون یہ ہے۔

آخری چار شنبہ آیا ہے غسل صحت نبی نے پایا ہے

اور مکتبوں میں چھٹی بھی ہوتی ہے سو یہ ایجاد فی الدین (بدعت) ہے۔

[بارہ مہینوں کے فضائل واحکام: ۸۱]

سوال: لوگ صفر کے مہینے میں شادی کو بُرا سمجھتے ہیں ایک مولوی صاحب نے کہا " کہ لوگوں کا نحوست کا گمان غلط ہے لیکن میرے بھائی کی شادی اس مہینے میں ہوئی جس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوا" اس مولوی صاحب کا یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب: مولوی صاحب کے قول " نتیجہ اچھا نہیں ہوا" سے غلط عقیدے کی تائید ہوتی ہے اس لئے ان پر توبہ لازم ہے نیز جن لوگوں کے سامنے یہ بات کہی تھی ان کے سامنے اپنی غلطیوں کا اعتراف اور توبہ کریں۔ [احسن الفتاویٰ ۸۴:۱]

فقیہ العصر مفتی اعظم مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ اس بابت ملاحظہ ہو:

سوال: ماہ صفر کے آخری بدھ کو بہترین کھانا پکانا درست ہے یا نہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ماہ صفر کے آخری بدھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض سے شفا ملی تھی اس خوشی میں کھانا پکانا چاہیے۔ یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: یہ غلط اور من گھڑت عقیدہ ہے اس لئے ناجائز اور گناہ ہے۔ [احسن الفتاویٰ: ۳۶۳:۱]

سوال: شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق صفر المظفر کی تیرہ تاریخ کو گھر سے باہر جانا منع ہے یا نہیں؟

جواب: ماہ صفر کی تیرہ تاریخ کو سفر جائز ہے۔ قران وحدیث وفقہ کہیں سے بھی یہ ثابت نہیں کہ تیرہ صفر کو سفر ناجائز ہے۔ [خیر الفتاوی ۸۰:۱]

مفتی اعظم ہند ابو حنیفہ ثانی مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

سوال: آخری چار شنبہ جو صفر کے مہینے میں ہوتا ہے اس کا کرنا شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟ اور کھانے پر فاتحہ دلانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: آخری چار شنبہ کے متعلق جو باتیں مشہور ہیں اور جو رسمیں اس میں ادا کی جاتی ہیں سب بے اصل ہیں اور کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا بے اصل ہے۔ [کفایت المفتی ۲۲۷:۱]

سوال: ہمارے ہاں یہ روایت مشہور کر رکھی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل صحت کیا تھا کارخانہ کے ملازموں کو مٹھائی تقسیم کرنی پڑتی ہے ورنہ ملازم نقصان پہنچاتے ہیں، کام چھوڑ دیتے ہیں اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: ماہ صفر کے آخری چار شنبہ کو خوشی کی تقریب منانا اور مٹھائی تقسیم کرنا شرعاً بے دلیل ہے۔ اس تاریخ میں غسل صحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے البتہ مرض میں شدت کی روایت مدارج النبوۃ میں ہے۔ یہود کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت مرض پر خوش ہونا بالکل ظاہر اور ان کی عداوت اور شقاوت کا تقاضہ ہے (آپ کی شدت مرض کی خوشی میں دشمنان اسلام یہودیوں نے خوشی منائی تھی) مسلمانوں کا اس مٹھائی کو تقسیم کرنا نہ شدت مرض کی خوشی میں ہے اور نہ یہودیوں کی موافقت کی خاطر ہے اور نہ ان کو اس روایت کی خبر ہے نہ یہ فی نفسہ کفر وشرک ہے اس لئے ان حالات میں کفر وشرک کا حکم نہ ہوگا ہاں یہ کہا جائے گا کہ یہ غلط طریقہ ہے اس سے بچنا لازم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دن غسل صحت ثابت نہیں ہے کوئی غلط بات منسوب کرنا سخت معصیت ہے بغیر نیت موافقت بھی یہود کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہئے نہایت نرمی اور شفقت سے کارخانہ دار بہت پہلے سے اپنے کاریگروں کو تبلیغ وفہمائش کرتا رہے اور اصل حقیقت اس مسئلہ کا ان کے ذہن میں اتار دے اور ان کی مٹھائی کا مطالبہ کسی دوسری تاریخ میں حسن اسلوب سے پورا کردے مثلاً عید کے چاند وغیرہ پر جس سے ان کے ذہن میں یہ نہ آئے کہ یہ بخل کی وجہ سے انکار کرتا ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ: ۵۱:۲۱۴]

مولانا محمد رفعت قاسمی مدرس دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں۔

ماہ صفر کے آخری چار شنبہ کو خوشی کے دن کے طور پر منانا بالکل بے اصل اور بلا دلیل ہے، مسلمانوں کو خوشی کے طور پر منانا جائز نہیں ہے خلاف شرع اور ناجائز ہے۔

[مسائل شرک وبدعت: ۱۹۷]

چوری کی رسم

بعض لوگ ماہ صفر کے آخری چار شنبہ کو چُوری نہیں کرتے بلکہ بغیر عقیدہ باطلہ اور ثواب کی نیت کئے بغیر صرف رسم ورواج کی پابندی اور ماحول کی مجبوری کی وجہ سے یہ چُوری بناتے ہیں اور اپنے رشتہ داروں کے گھروں میں لے جاتے ہیں۔ اگر کوئی نیا رشتہ بن جاتا ہے یعنی شادی بیاہ وغیرہ ہو جاتی ہے تو اس مہینے میں لڑکی والے لڑکے کے گھر اور لڑکے والے لڑکی کے گھر پابندی کے ساتھ لے جاتے ہیں۔ یہ بھی محض ایک بے اصل اور غلط رواج ہے جو واجب الترک ہے کیونکہ یہ جاہلی رسم ہے اور قرآن وسنت نے ہمیں رسم ورواج کو چھوڑنے کی تلقین کی ہے کیونکہ قران کریم کا مقصد نزول ہی رسومات جاہلیت کا سد باب کرنا ہے۔ حدیث شریف میں بھی اس شخص کو مبغوض کہا گیا ہے جو مسلمان ہو کر جاہلی رسموں کی پابندی کرتا ہے۔

مبتغ فی الاسلام سنة الجاهلية : [مشکوٰۃ]

"جو مسلمان ہو کر جاہلیت کی رسموں کا طلبگار اور کرنیوالا ہو"۔

الغرض چُوری کی اس رسم میں اور بھی کئی قباحتیں ہیں:

اول: اس رسم ورواج کی پابندی جو اسلام میں جائز نہیں۔

دوم: یہ کہ اس ماہ میں چُوری کرنا غیروں یہود وہنود کی مشابہت ہونے کی وجہ سے ہمارے دین میں منع ہے حدیث پاک ہے:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

سوم: یہ کہ اکثر لوگ اس چُوری کو اپنی بیٹی یا بہن کا حق سمجھتے ہیں اور اس کی پابندی کرتے ہیں حالانکہ یہ کوئی شرعی حق نہیں ہے اور اس کی بجائے جو ان کا حقیقی حق ہے یعنی والدین کے مال ودولت، جائیداد وغیرہ میں جو میراث کا حق ہے وہ نہیں دیتے اس جاہلی اور غیر شرعی حق کی آڑ میں اُن کو حقیقی اور شرعی حق سے محروم کرتے ہیں۔

چہارم: یہ کہ اس چُوری کو صرف ماہ صفر میں کرنا، تخصیص اورالتزام کی وجہ سے بھی ناجائزہے۔ باقی رہی چوری بغیر اس باطل عقیدے، بغیر نیت ثواب اور رسم ورواج کے پابندی کے، بغیر ماہ صفر کے تخصیص والتزام کے اور بغیر مشابہت کفار کے صرف اپنے لئے کھانے کی غرض سے کسی بھی وقت بنانا جب ان تمام چیزوں کا اہتمام نہ ہو جائز ہے کیونکہ یہ ایک قسم کی خوراک ہے۔اس میں یہ بدی۔ ثواب اوردین سمجھ کر، یہود کی مشابہت، رسم ورواج کی پابندی اور اس ماہ کی تخصیص والتزام اوراہتمام کی وجہ سے ہے۔

الغرض ہم مسلمان قوم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اس طرح کی خرافات، بدعات، رسومات، غیروں کی نقالی اور اندھی تقلید، توہمات، وہم پرستیوں سے بچنا چاہئے۔یہی ایک حقیقی مسلمان اور سچے امتی کو زیب دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ اوراس پر عمل کرنے کی توفیق عطافرمائیں۔آمین

نوٹ

اس کتاب کی ترتیب میں درجہ ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے

۱۔ ضیاءالنور — شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ

۲۔ لطائف المعارف فیما المواسم العام عن الوظائف — ابن رجب حنبلیؒ

۳۔ بارہ مہینوں کے احکام